بسم اللہ الرحمن الرحیم

نظرات

عہد حاضر ایک ایسا دور ہے کہ جس کو صحیح معنوں میں عہد انتشار کہا جاسکتا ہے۔ سیاسیات، معاشیات، عقائد و افکار اور اعمال سب میں ایک انتشار اور بے یقینی کی کیفیت موجود ہے۔ پرانے افکار و معتقدات اپنی جگہ قائم سہی مگر متزلزل نظر آتے ہیں اور نئے افکار و معتقدات بظاہر ابھی تک کسی یقین کی منزل پر پہنچ نہیں سکے ہیں۔ سائنس اور فنکارانہ مہارتوں میں روز افزوں ترقی ہورہی ہے اور اس ترقی نے نہ صرف آنکھوں کو خیرہ کردیا ہے بلکہ دل و دماغ کو بھی حیرت میں ڈال دیا ہے۔ یقین کی بنیادیں ہل گئی ہیں اور یہ بات یقینی ہے کہ سطحی مذہب و عقیدہ کے علمبردار اس کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوتے جاتے ہیں۔ یہ صورت حال ایسے لوگوں کے لئے یقیناً لمحۂ فکریہ ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ اہل مذہب یاس و پست ہمتی کا شکار ہوجائیں اور مخالف مذہب قوتوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیں۔ مذہبی عقائد کی گرفت انسانی قلب و دماغ پر اس قدر مضبوط ہے کہ آسانی کے ساتھ اسے ختم نہیں کیا جاسکتا۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ بعد کے ملحق معتقدات کے دفاع اور تحفظ کے لئے موجودہ مساعی کافی نہیں۔ اس سلسلے میں جہاں اور تدبیریں کی جا سکتی ہیں ایک موثر تدبیر یہ بھی ہے۔کہ غل و غش سے پاک مذہبی تعلیمات پر اخلاص کے ساتھ عمل کیا جائے۔

بظاہر مذہب کے خلاف کئی صدیوں کی مسلسل جدوجہد اور سائنسی ترقیات کی خیرہ کن چکاچوند کے باوجود اب تک دنیا کی آبادی میں لامذہبیت کو کچھ بہت زیادہ فروغ حاصل نہیں ہوسکا ہے۔ ابھی تو دنیا میں لامذہبوں کی آبادی کا تناسب دو فیصد بھی نہیں ہوسکا ہے۔ باقی ساری آبادی کسی نہ

کسی مذھب کی پابند ہے یا کم از کم پابند ھونے کی دعویدار ہے۔ چاہے افریقہ کا بش مین ھو یا امریکہ کا پروفیسر، چاہے چین کا تاؤ ھو یا جاپان کا شنتو، مذھب کی گرفت سے دل کسی کا آزاد نھیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ آزاد ھو نھیں سکتا۔ مذھبی عقائد کی بنیاد سائنسی معلومات کی طرح بوقلموں مادی تجربات پر قائم نھیں ہے بلکہ خبر صادق کے یقین پر اس کی بنیاد ہے۔ سائنسی معلومات اور مادی تجربات ایک دوسرے کی تردید و تنسیخ کر سکتے ھیں۔ اس کے برعکس خبر صادق ناقابل تر میم ھوتی ہے۔ کسی آدمی کے اس یقین پر کہ وہ فلاں کا بیٹا اور فلاں کا پوتا ہے کون ہے جو خط نسخ پھیر سکے اس لئے کہ اس کے یقین کی بنیاد خبر صادق پر ہے۔

کائنات کا وہ رخ جو سائنس کی ترقی نے ھمارے سامنے بے نقاب کیا ہے اس قدر دھندلا اور غیر واضح ہے کہ اس پر یقین کی بنیاد رکھنا ممکن ھی نھیں ہے۔ ھم جس بات کو آج یقینی اور حقیقی قرار دیتے ھیں کل جب مشاھدہ اور تجربہ اور آگے بڑھ جاتا ہے تو وہ غیر یقینی اور غیر حقیقی ثابت ھوتی ہے۔

اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو سچے مذھب کو سائنس اور مادی تجربہ سے کوئی بیر نھیں۔ اور سائنس اور تجربہ فی الواقع کسی میدان میں بھی مذھبی عقائد کا حریف نھیں بن سکتا۔ سائنس اگر حقائق اشیاء کے علمی اکتشافات کا نام ہے تو مذھب سے یہ کبھی متصادم نھیں ھوسکتی۔ لیکن چونکہ سائنس انسانی کاوش کا نتیجہ ہے اور انسان کی قوتیں اور صلاحیتیں اپنی تمامتر وسعت و گہرائی کے باوجود محدود اور پایاب ھیں اس لئے آنکھ بند کرکے اس پر اعتماد نھیں کیا جا سکتا۔ اور مذھب کے مقابلہ میں اس کا مقام بہرحال فروتر ہے۔ اس لئے کہ مذھب جن حقائق کی پردہ کشائی کرتا ہے وہ غیر متغیر ازلی اور ابدی ھیں اور ان کا سرچشمہ ایک ایسی ذات ہے جو خطا و نسیان سے پاک ہے اور ھر لحاظ سے اعلی و اکمل ہے۔

مذهب اور سائنس کی آویزش بالکل غیر حقیقی ہے اور وہ تمامتر اس کے علم برداروں کی پیدا کردہ ہے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے حریف اور دشمن نہیں بلکہ ممد و معاون ہو سکتے ہیں ۔ اور اس کی واحد صورت یہ ہے کہ ان دونوں کو یکجا کردیا جائے۔ مذہبی علوم سے بہرہور اشخاص سائنسی علوم میں بھی مہارت پیدا کریں اور سائنس کو مذہب کی خدمت کے لئے تیار کریں کہ اسی میں انسانیت کی نجات ہے۔